ڈاکٹر جیفرے نے مغربی معاشروں میں مقیم مسلمانوں کے طرز عمل کو دیکھ کر کچھ سوالات اٹھائے ہیں۔ ان کی معلومات کا تمام تر ماخذ انگریزی زبان میں موجود کتابیں ہیں جو زیادہ تر مستشرقین نے لکھی ہیں۔ کبھی کبھار خود کلامی کا گمان بھی گزرنے لگتا ہے۔ ابھی سان فرانسسکو کی بات چل رہی ہے ابھی ذاتی واقعات شروع ہوگئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی مسلم معاشرت کے کسی پہلو کو اجاگر کیا جارہا ہے۔ چوں کہ موصوف ریاضی دان ہیں اس لیے بات سے بات نکالتے چلے جاتے ہیں اور کبھی کبھار تحریری پیرایہ اس قدر طویل ہوجاتا ہے کہ پڑھنے والا الجھن اور بوریت کا شکار ہونے لگتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف پر فلسفے کا بھی غلبہ ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ فلسفیانہ طرز اظہار و خیال بار بار نمایاں ہورہا ہے۔ پیش لفظ میں ڈاکٹر جیفرے نے تسلیم کیا ہے کہ نہ وہ ماہر ادیب ہیں اور نہ عالم دین' وہ تو امریکہ میں مقیم غیر مسلموں اور نومسلموں کو اسلام کی بنیادی تعلیمات سمجھانا چاہتے ہیں۔ اس کتاب کا سب سے دلچسپ پہلو امریکی زندگی کے وہ مختلف اور متنوع پہلو ہیں جن سے اسلام کے نظام خصوصاً خاندانی نظام کی برتری ثابت کی ہوتی ہے۔

ڈاکٹر تصدق حسین راجا عرصہ دراز سے قلم و قرطاس سے وابستہ چلے آرہے ہیں۔ اس کتاب کو اردو میں ڈھالنے کے لیے انھوں نے شدید محنت کی ہے اور چند مقامات پر انھوں نے انگریزی الفاظ کا غالباً لفظی ترجمہ کر دیا ہے جو انگریزی میں تو بالکل قابل فہم ہے مگر یہ اردو اسلوب نہیں ہے۔ کہیں کہیں طویل جملے اور بلاعنوان پیرے بھی کھٹکتے ہیں۔ مجموعی طور پر راجا صاحب نے اس ترجمے کے ذریعے ایک مفید خدمت انجام دی ہے۔ طباعت اچھی اور سرورق خوب صورت ہے۔ (محمد ایوب منیر)

سفر دیدہ نم' صاحبزادہ طارق محمود۔ ناشر: مکتبہ لولاک' جامع مسجد محمود' ریلوے کالونی' فیصل آباد۔ صفحات: ۱۲۶۔ قیمت: ۷۵ روپے۔

برطانیہ کے تبلیغی دورے سے واپسی پر جولائی ۱۹۹۴ء میں مصنف کو حرمین شریفین کی زیارت اور ادائے عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ زیر نظر کتاب اسی سفر کی روداد پر مشتمل ہے۔ مصنف نے قلبی کیفیات و جذبات اور مشاہدات و معلومات کو بڑی روانی اور عمدہ اسلوب میں پیش کیا ہے۔ آثار و مقامات کے بیان میں انھوں نے "بیسیوں سفرناموں سے رہنمائی" بھی حاصل کی ہے۔ اس طرح اس سفرنامے سے ہمیں مولف کے ذاتی تاثرات اور مشاہدات کے ساتھ ساتھ تاریخی تفصیل بھی ملتی ہے۔

صاحبزادہ صاحب اچھی اور ادیبانہ نثر لکھنے کی قدرت رکھتے ہیں مگر ان کے اسلوب پر عقیدت اور وارفتگی کا والہانہ پن غالب آجاتا ہے اور تحریر خطابت کا رنگ اختیار کرلیتی ہے' جس سے بیان و اسلوب کا داخلی پہلو مجروح ہوتا ہے۔ کتاب بہت خوب صورت چھپی ہے۔ اور ہر اعتبار سے لائق